Iḥyāʾ alʿulūm, Vol.:23, Issue: 02, July-Dec 2023
PP: 01-17

OPEN ACCESS
Iḥyāʾ alʿulūm
ISSN (Online): 2663-6263
ISSN (Print): 2663-6255
www.joqs-uok..com

سورۃ بقرۃ کی آیات کے تناظر میں اسباب نزول کی اہمیت

The Significance Of Sabab E Nuzul In The Context Of The Verses Of Surah Baqarah

Dr. Asma Aziz
Assistant Prof. Deptt. Of Islamic Studies, GC Women University Faisalabad.
Ms. Noor Fatima
Deptt. Of Islamic Studies, GC Women University Faisalabad.

Abstract

The Quran is a book from which springs forth fountains of knowledge and rivers of wisdom. The Quran sheds light on all aspects of human life, offering guidance on spiritual, economic, social, political and cultural matters. In order to take benefit in these aspects, the study of Quranic Sciences is necessary. An important discussion of the Quranic Sciences is the apprehension of the cause of Revelation. Surah Baqarah is the largest surah of holy Quran and it contains a lot of orders. If the Sabab e Nuzul is known, It is easy to know the commands. This paper covers Sabab e Nuzul of Surah "Baqarah" of Holy Quran from different Tafaseer.

Keywords : *The Holy Quran, Tafseer, Sabab-e-Nuzul, Surah e Baqrah*

تمہید:

اللہ جل شانہ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے ذریعہ تمام بنی نوع کی ہدایت کے لیے علم و عمل اور حکمت و دانائی کی جو روشنی عطا فرمائی اس کا نام قرآن ہے۔ یہ سراپا نور ہے جس کی قندیلیں گل نہیں ہوتیں، ایسا چراغ ہے جس کی لو کم نہیں ہوتی، ایسا دریا جس کی گہرائی تک کسی کی رسائی نہیں اور ایسی شفاء ہے جس کے ہوتے روحانی بیماریوں کا کھٹکا نہیں۔ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جس سے علم کے چشمے پھوٹتے ہیں اور دریا بنتے ہیں، یہ سراپا حق ہے۔ اللہ نے اسے علماء کی تشنگی کے لیے سیرابی، فقہاء کے دلوں کی بہار اور نیکیوں کے لیے شاہراہ قرار دیا۔ قرآن کی عظمت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ خالق کائنات کا کلام ہے اور اس کے مقام و منزلت کے لیے کافی ہے کہ یہ خاتم الانبیاء

CC BY

ﷺ کا معجزہ ہے۔ قرآن حکیم کی اسی اہمیت کے پیش نظر مفسرین کرام اور علماء عظام رحم اللہ علیہ نے فہم آیات اور اس کے ادراک کے لیے علوم مرتب کیے۔ ان علوم کی بدولت عقائد اور احکامات کی وضاحت ہوئی۔ ان میں سے ایک اہم علم شان نزول کا علم ہے۔ آیات کے شان نزول کا علم خاص اہمیت کا حامل ہے کہ اس کے سبب آیات کی معنویت اخذ کی جاتی ہے نیز قرآن حکیم کا فہم حاصل ہوتا ہے، احکامات کا صحیح ادراک حاصل ہوتا ہے۔ سورۃ بقرۃ قرآن حکیم کی سب سے بڑی سورت ہے۔ احکامات کی کثیر تعداد اس سورت میں وارد ہوئی ہے۔ لہٰذا یہ سورت اسباب نزول کے لحاظ سے خاص اہمیت کی حامل ہے۔ اس مقالہ میں اس سورت کے اسباب نزول کا ذکر کیا گیا ہے۔

سبب نزول کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:

سبب کی جمع "اسباب" ہے جس کا مادہ "س ب ب" ہے۔ سبب نزول میں دو لفظ شامل ہے۔ سبب اور نزول۔ سبب کی تعریف امام راغب اصفہانیؒ کچھ اس طرح کرتے ہیں:

السبب : الحبل الذی یصعد بہ النخل و جمعہ اسباب و سمی کل ما یتوصل بہ الی شیء سببا(۱)

"سبب اس رسی کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کھجور کے درخت پر چڑھا جائے۔ اس کی جمع اسباب ہے اور بولا جاتا ہے ہر اس چیز پر جو دوسرے کی طرف پہنچائے۔"

لسان العرب کے مصنف ابن منظورؒ سبب کے متعلق کچھ اس طرح رقمطراز ہیں:

کل شیء یتوسل بہ الیٰ شیء غیرہ و قد تسبب الیہ والجمع اسباب و کل شیء یتوصل بہ الیٰ شیء فھو سبب (۲)

"ہر چیز پہنچانے والی ہو اس چیز کی طرف جو اس کا غیر ہو وہ اس کے لیے سبب ہو گی اور اس کی جمع اسباب ہے اور ہر چیز کسی چیز کی طرف پہنچائی جاتی ہے اور یہی سبب ہے۔"

درج بالا تعریفات سے واضح ہوا کوئی ایسی چیز جو دوسری چیز تک پہنچنے کا ذریعہ بنے سبب کہلائے گی۔ نزول مادہ "نزل" ہے۔ تاج العروس میں اس کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی گئی:

نزل : وھو فی الاصل انحطاط من علو (۳)

"نزل کے حقیقی معنی بلندی سے پستی کی طرف اترنا ہے۔ کسی چیز کے اوپر سے نیچے آنے کو نزول کہتے ہیں۔"

اسباب نزول کی اصطلاحی تعریف کچھ یوں ہے:

سبب النزول ھو ما نزلت الآیۃ او الآیات متحدثۃ عنہ،او مبینۃ لحکم ایام وقوعہ(۴)

"جس واقعہ کے ایام میں کوئی آیت یا آیات نازل ہوں اور ان میں اس واقعہ کا حکم بیان ہو یا اسے زیر بحث لایا گیا ہو، اسے سبب النزول کہتے ہیں۔"

قرآن کریم کی آیات کے پس منظر واقعات، سوالات یا حادثات کا علم آیات کا سبب نزول کہلاتا ہے۔ یہ ایسا علم ہے جو قرآن کے ادراک میں مدد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ اسباب نزول کا علم قرآن کے علوم میں اہم علم شمار ہوتا ہے جس کے ذریعے قرآنی آیات کو بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔

سبب نزول کی بنیاد پر آیات کی تقسیم:

علماء و مفسرین کے نزدیک سبب نزول کی آیات دو قسم کی ہیں۔ایک قسم وہ جو بغیر کسی سبب کے نازل ہوئی اور دوسری وہ قسم جو کسی خاص سبب سے نازل ہوئی ہو۔علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنی کتاب میں امام جعبریؒ کا قول لکھتے ہیں:

نزول القرآن علیٰ قسمین : قسم نذل ابتداء، و قسم نزل عقب واقعة او سوال (۵)

"نزول قرآن کی دو قسمیں ہیں۔ایک قسم ابتداء نازل ہوئی ہے اور دوسری قسم کسی واقعہ یا سوال کے بعد نازل ہوئی۔"

ابتداءِ نزول سے مراد آیات کا نزول بغیر کسی سبب کے ہوا۔ایک قسم وہ ہے جس میں آیات کا نزول بغیر حادثہ، سوال یا واقعہ کے ہوا اور دوسری قسم وہ جس میں آیات کا نزول کسی سبب یا واقعہ کی وجہ سے ہوا۔

سبب نزول کی اہمیت:

علم اسباب نزول قرآن کریم کے فہم وادراک کے حوالے سے خاص اہمیت کا حامل ہے۔اس کی اہمیت درج ذیل ہیں:

i. اسباب نزول سے احکام کی حکمتیں معلوم ہوتی ہیں یعنی پتہ چلتا ہے کہ مخصوص حکم اللہ عزوجل نے کن حالات میں اور کیوں نازل فرمایا۔

ii. آیات کے صحیح مفہوم جاننے کے لیے اسباب نزول لازم ہے۔اگر یہ سامنے نہ ہو تو انسان آیت کا بالکل غلط مطلب سمجھ سکتا ہے۔

iii. قرآن کریم بسا اوقات ایسے الفاظ استعمال فرماتا ہے جن کا شان نزول سے گہرا تعلق ہوتا ہے اور اگر ان کا صحیح پس منظر معلوم نہ ہو تو وہ الفاظ معاذ اللہ بے فائدہ اور بعض اوقات بے جوڑ معلوم ہونے لگتے ہیں جس سے قرآن کی فصاحت و بلاغت پر حرف آتا ہے۔

iv. قرآن کریم میں ایسے واقعات بھی ہیں جن میں کسی خاص واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا، جب تک واقعہ معلوم نہ ہو آیت کا مطلب سمجھا نہیں جا سکتا۔(۶)

علامہ علی صابونیؒ اپنی تصنیف میں علامہ علی بن احمد واحدیؒ کا قول نقل کرتے ہیں:

لا یمکن معرفة تفسیر الآیة دون الوقوف علی قصتها و بیان نزولها۔ (۷)

"آیت کی تفسیر اس کے واقعہ اور بیان نزول کے جانے بغیر ممکن نہیں ہے۔"

درج بالا قول آیت کے سبب نزول کی اہمیت کو واضح کرتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم کی آیات کے مفہوم کا ادراک حاصل کرنے کے لیے اسباب نزول کا علم ہونا لازمی ہے۔

سبب نزول کے مصادر:

آیات کے اسباب جاننے کے کئی مصادر ہیں۔جن میں کتب تفاسیر اور کتب احادیث سر فہرست ہیں۔اس کے علاوہ صحابہ کرامؓ کے آثار، تابعین اور تبع تابعین کے قرآن کی تفسیر کے متعلق اقوال سبب نزول جاننے کا اہم ذریعہ ہے۔علامہ جلال الدین سیوطیؒ علامہ واحدیؒ کا قول نقل کرتے ہیں:

لا یحل القول فی اسباب نزول الکتاب الا بالروایة والسماع ممن شاهدوا التنزیل، ووقفوا علی الاسباب، و بحثوا عن علمها(۸)

"قرآن کے اسباب نزول کی بابت بجز ان لوگوں کی روایت اور سماعی بیان کے جنھوں نے

قرآن کے نزول کو بچشم خود دیکھا، اس کے علم کی تحقیق کی اور اس کے اسباب نزول پر وقوف حاصل کیا، کوئی دوسری بات کہنا ہر گز روا نہیں ہو سکتا۔"

نزول آیات کے اسباب:

آیات کے نزول کے متعدد اسباب ہیں جن میں واقعات اور سوالات ہیں جو مختلف مواقع یا حادثات پر اٹھائے گئے یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذہنوں میں آئے۔ کبھی کوئی آیت کسی سوال کے جواب میں نازل ہوئی، کبھی کچھ حادثہ یا واقعہ پیش آیا تو اس پر آیات کا نزول ہوا۔ کبھی کسی خاص شخص یا قبیلے کے متعلق اللہ عزوجل نے آیات نازل فرمائیں۔ اکثر اوقات ایک آیت کے متعدد اسباب بھی ہوتے ہیں ایک مفسر ایک سبب بیان کرتا ہے تو دوسرا مفسر آیت کے نزول کا مختلف سبب بیان کر دیتا ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ دونوں روایات صحیح اور مستند ہوں۔

"سورۃ بقرہ کی آیات کے اسباب نزول"

ذیل میں قرآن حکیم کی سب سے طویل سورت "سورۃ بقرۃ" کی آیات کے اسباب نزول پر بحث کی جائے گی۔ اس سورت کی آیات کو دو حصوں میں منقسم کیا گیا جن میں واقعات اور سوالات شامل ہیں۔

سورۃ بقرہ کا تعارف و فضیلت:

سورۃ بقرۃ "**مدنی**" سورت ہے یعنی ہجرت کے بعد نازل ہوئی۔ یہ قرآن حکیم کی سب سے طویل سورت ہے۔ ترتیب توقیفی کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر آتی ہے۔ سورۃ بقرۃ کے **۴۰** رکوع، **۲۸۶** آیات ہیں اور یہ سورت ڈھائی پاروں پر مشتمل ہے۔ بقرۃ کے معنی "**گائے**" کے ہیں کیونکہ اس سورت کے ۸ اور ۹ رکوع میں بنی اسرائیل کی ایک گائے کا ذکر ملتا ہے اس لیے اس کو بقرۃ کے نام سے موسوم کیا گیا۔

یوں تو قرآن حکیم کی ہر سورت فضیلت کی حامل ہے لیکن سورۃ بقرۃ کو کچھ خاص فضیلت حاصل ہے۔ اس کی فضیلت کے بیان میں حدیث مبارک درج ذیل ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لكل شيء سنام، وإن سنام القرآن سورة البقرة، وفيها آية هي سيدة آي القرآن هي آية الكرسي(۹)

"ہر چیز کی ایک بلندی ہوتی ہے اور قرآن کی بلندی سورۃ بقرۃ ہے، اس سورۃ میں ایک آیت ہے یہ قرآن کی ساری آیتوں کی سردار ہے اور یہ آیت الکرسی ہے۔"

درج بالا حدیث سے سورۃ بقرۃ کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ متعدد احادیث سورۃ بقرۃ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔

سورہ بقرۃ کی آیات جن کا سبب "واقعات" ہیں:

اس تحقیق میں سورۃ بقرۃ کی وہ آیات جن کا نزول کسی واقعہ یا سوال کی وجہ سے ہوا بیان کی گئی ہیں۔ ساتھ ان آیات کے اسباب قدیم اور جدید تفاسیر (تفسیر خازن، تفسیر اسباب النزول، تفسیر نعیمی، تفسیر کنز الایمان، تفسیر الحسنات، تفسیر ضیاء القرآن، تفسیر صراط الجنان، تفسیر نور الامین) کی روشنی میں نقل کیے گیے ہیں۔ ایسی آیات جن کے نزول کا سبب خاص واقعہ تھا، متعدد ہیں۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۸۵: ارشاد خداوندی ہوا:

ثُمَّ أَنتُمْ هَـٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقاً مِّنكُم مِّن دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِم بِالإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِن يَأْتُوكُمْ أُسَارَى تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ (۱۰)

"پھر تم وہی ہو ناجو قتل کرتے ہو اپنوں کو اور نکال باہر کرتے ہو ایک گروہ کو انکے وطن

سے، مدد دیتے ہو (دشمن کو) ان پر گناہ اور زیادتی میں اور اگر آئیں تمھارے پاس قیدی بن کر (تو بڑے پاکباز بن کر) فدیہ دیتے ہو ان کا حالانکہ حرام کیا گیا تھا تم پر ان کا نکالا جانا۔"

سبب نزول: اس آیت میں نبی کریم ﷺ کے زمانے میں موجود یہودیوں کے عجیب و غریب طرز عمل کا بیان ہے۔ تورات میں یہودیوں کو تین حکم دیے گیے تھے۔ (۱) ایک دوسرے کو قتل نہ کریں۔ (۲) ایک دوسرے کو جلاوطن نہ کرنا۔ (۳) اپنی قوم میں سے اگر کوئی غلام بن کر آجائے تو اسے خرید کر آزاد کرنا۔ نسل در نسل یہ عہد چلتا رہا حتی کہ مدینہ کے نواح میں آباد دو یہودی قبائل "بنی قریظہ" اور "بنی نضیر" میں منتقل ہوا۔ اس وقت مدینہ میں دو مشرک قبائل "اوس" اور "خزرج" بھی آباد تھے۔ بنی قریظہ اوس قبیلہ کے حلیف تھے اور بنی نضیر خزرج قبیلے کے حامی تھے۔ ہر ایک قبیلہ نے قسم کھا رکھی تھی کہ جنگ کے وقت ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ جب اوس و خزرج کے درمیان جنگ ہوتی تو بنی قریظہ اور بنی نضیر اپنے حلیفوں کی مدد کے لیے جنگ میں حصہ لیتے اور ایک دوسرے پر تلوار چلاتے۔ ایک قبیلہ کے یہودی دوسرے قبیلے کے یہودیوں کے گھر ویران کرتے، لوگوں کو جلاوطن کرتے اور قتل کرتے۔ لیکن جب کوئی یہودی ایک قبیلے کا قیدی بن کر دوسرے قبیلے کے پاس آتا تو دوسرا قبیلہ اس کا فدیہ دے کر اسے آزاد کروا دیتا۔ لوگوں نے اس معاملے کو عجیب جانا اور یہودیوں سے اس کے متعلق دریافت کیا تو یہودی کہنے لگے کہ ہمیں تورات میں قیدیوں کو چھڑانے کا حکم ہے۔ اس پر اللہ عزوجل نے آیت نازل فرمائی اور بتایا کہ تمھیں تو ایک دوسرے کو قتل اور جلاوطن نہ کرنے کا حکم بھی دیا گیا جبکہ تم اس پر ایمان نہیں لاتے تو یہ کیسی منافقت ہے کہ تم بعض احکامات کو مانتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ (۱۱) تمام تفاسیر میں یہ سبب مشترک ہے۔

سورۃ بقرۃ نمبر آیت ۹۹: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلاَّ الْفَاسِقُونَ (۱۲)

"اور بے شک ہم نے نازل فرمائیں آپ کی طرف روشن آیات اور ان کا انکار صرف نافرمان ہی کرتے ہیں۔"

سبب نزول: علامہ واحدیؒ اپنی تصنیف میں اس آیت کا شان نزول یوں رقم کرتے ہیں:

قال ابن عباس : هذا جواب لابن صوريا حيث قال لرسول الله ﷺ : يا محمد ما جئتنا بشيء نعرفه، ما انزل عليک من آية بينة فنتبعک بها ، فانزل الله هذه الآية (۱۳)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: یہ آیت ابن صوریا کے جواب میں ہے اس نے کہا کہ اے محمد (ﷺ) آپ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز لے کر نہیں آئے جسے ہم پہچانتے ہوں اور نہ ہی آپ پر کوئی واضح نشانی اتاری گئی ہے جس کی بنیاد پر ہم آپ کی پیروی کریں تو اللہ عزوجل نے آیت نازل فرمائی۔ تمام تفاسیر میں یہی سبب نزول ملتا ہے۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۱۰۲: اللہ عزوجل نے آیت مبارک میں ارشاد فرمایا:

وَاتَّبَعُواْ مَا تَتْلُواْ الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُواْ يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ (۱۴)

"اور سلیمانؑ کے عہد حکومت میں پیروی کرنے لگے اس کی جو پڑھا کرتے تھے شیطان اور سلیمانؑ نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں نے ہی کفر کیا جو لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔"

سبب نزول: حضرت سلیمانؑ اللہ عزوجل کے نبیوں میں سے ہیں جو بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے۔ آپؑ حضرت داؤدؑ کے بیٹے تھے۔ حضرت سلیمانؑ کی حکومت انسانوں کے ساتھ ساتھ پرندوں، جانوروں اور جنوں پر بھی تھی۔

حضرت سلیمانؑ کے زمانہ مبارک میں بنی اسرائیل جادو سیکھنے میں مشغول ہوئے۔ حضرت سلیمانؑ نے ان کو اس سے روکا اور ان کی کتابیں لے کر اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیں۔ جب حضرت سلیمانؑ کی وفات ہوئی اور وہ علماء بھی رحلت کر گئے جو اس راز سے واقف تھے تو شیطان آدمی کی صورت میں بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میں تمھیں ایسا خزانہ نہ بتاوں جسے تم تمام عمر نہ پا سکو گے وہ خزانہ اس کرسی کے نیچے کھود کر دیکھو۔ لوگوں نے کھودنا شروع کر دیا۔ شیطان علیحدہ کھڑا ہو گیا اس لیے کہ اس کرسی کا خاصا تھا کہ شیطان اس کرسی کے پاس جاتا تو فورا جل جاتا تھا۔ لوگوں نے اس کے نیچے سے جادو کی کتب مدفونہ نکال کر لوگوں سے کہا کہ سلیمانؑ انھیں کے سلطنت کرتے تھے اور جن وانس اور چرند پرند کو مسخر کرتے تھے۔ شیطان یہ باتیں بتا کر اڑ گیا۔ بنی اسرائیل کے علماء و صلحاء نے اس کا رد کیا لیکن ان جاہل لوگوں نے جادو کو حضرت سلیمانؑ کے ساتھ منسوب کر دیا اور اس کو سیکھنے لگے۔ انبیاء کرامؑ کی کتب کو چھوڑ کر منتروں کو سیکھتے اور حضرت سلیمانؑ کی ملامت شروع کر دی کہ انھوں نے اس جادو کے ذریعے ہم پر حکومت کی۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے تک یہ لوگ اسی خیال میں مگن رہے پھر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرما کر حضرت سلیمانؑ کی برات فرمائی اور بتا دیا کہ حضرت سلیمانؑ نے جادو نہ کیا بلکہ شیطان جادو پر کاربند رہے۔ (۱۵) تمام مفسرین کرامؒ کا اس سبب نزول پر اتفاق ہے۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۱۰۴: سورۃ بقرۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا (١٦)

"اے ایمان والو! راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا کہیں اور خوب غور سے سنیں۔"

سبب نزول: علامہ واحدیؒ اپنی تصنیف میں یوں رقمطراز ہیں:

قال ابن عباس:و ذالک ان العرب کانوا یتکلمون بها،فلما سمعتهم الیهود یقولونها للنبی ﷺ اوجبهم ذلک ، و کان (راعنا) فی کلام الیهود سباقبیحا، فقالوا : انا کنا نسب محمدا سرا، فالان اعلنوا السبب لمحمد لانه من کلامهم ، فکانوا یاتون نبی الله ﷺ فیقولون : یا محمد (راعنا) و یضحکون،ففطن بها رجل من الانصار و هو سعد بن عبادة، و کان عارفا بلغة الیهود و قال:یا اعداء الله ، علیکم لعنة الله و الذی نفس محمد بیده لئن سمعتهامن رجل منکم لا ضربن عنقه ، فقالوا الستم تقولونها له؟ فا نزل الله تعالیٰ۔(۱۷)

حضرت ابن عباسؓ نے کہا: مسلمان نبی کریم ﷺ سے عرض کرتے راعنا یعنی وہ رغبت و طلب کی جہت سے عرض کرتے کہ آپ ہماری طرف نظر التفات فرمائیں۔ یہ یہود کی زبان میں بد دعا تھی یعنی تم سنو تو کبھی نہ سنے، پس یہود نے موقع غنیمت جانا اور کہا: پہلے ہم انھیں مخفی طور پر بد دعا دیتے تھے اب ہم انھیں جہرا بد دعا دیں گے۔ وہ نبی کریم ﷺ کو اس لفظ سے مخاطب کرتے اور آپس میں ہنستے۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے ان سے یہ کلمہ سنا، آپؓ ان کی لغت جانتے تھے۔ آپؓ نے یہود سے کہا: اے اللہ کے دشمنو تم پر اللہ کی لعنت ہو اب اگر میں نے تم میں سے کسی کو ایسا کہتے سنا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ یہود نے کہا: تم بھی تو یہ کلمہ کہتے ہو۔ اس پر یہ آیت مبارک نازل ہوئی۔

یہودی مغضوب قوم ہیں جو کہ انبیاء کرامؑ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے بھی خوف محسوس نہ کرتے۔ طرح طرح سے سب و شتم کرتے اور اللہ کے احکامات کی نافرمانی کرتے۔ ان کے طرح طرح کے اقوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آیات کا نزول فرمایا اور یہودیوں کا رد فرمایا۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۱۰۸: قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَمْ تُرِيدُونَ أَن تَسْأَلُواْ رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسَى مِن قَبْلُ(۱۸)

"کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ویسے سوال کرو جیسے اس سے پہلے موسیٰؑ سے کیے گیے۔"

سبب نزول: اس آیت کے دو سبب نزول بیان کیے گئے ہیں۔ایک قول کے مطابق آیت یہود کے متعلق نازل ہوئی اور دوسرے قول کے مطابق کفار کے متعلق نازل ہوئی۔ پہلے قول کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ یہودیوں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: جس طرح حضرت موسیٰؑ یکبارگی میں تورات لے کر آئے اسی طرح آپ بھی قرآن ایک بار میں سارا لے آئیں۔ بعض نے کہا ہم اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک آپ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے نہیں لے آتے۔ان کے جواب میں یہ آیت مبارک نازل ہوئی۔

دوسرے قول کے متعلق کہا جاتا ہے کہ کفار مکہ نے سید نا رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا آپ سارا قرآن ایک ہی مرتبہ لے آئیں، کسی نے کہا اللہ اور فرشتے ہمارے سامنے اعلانیہ آجائیں، کسی نے کہا کوہ صفا کو سونے کا بنا دیں۔(۱۹)

ان کے جواب میں اللہ نے فرمایا کہ تم اپنے رسول سے اسی طرح کے فضول سوال کر رہے ہو جیسے حضرت موسیٰؑ کی قوم نے آپؑ سے کئے۔زیادہ تر مفسرین کرامؒ پہلے قول کو راجح قرار دیتے ہیں۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۱۰۹: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّاراً حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ(۲۰)

"اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ دل سے یہ چاہتے ہیں کسی طرح تمھیں ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف لوٹا دیں اپنے دلوں میں حسد کے باعث اس کے بعد کہ خوب واضح ہو چکا ان کے لیے حق۔"

سبب نزول: جنگ احد کے بعد یہود کی جماعت نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ سے کہا کہ اگر تم حق پر ہوتے تو تمھیں شکست نہ ہوتی ہمارے دین کی طرف تم واپس آجاؤ۔ حضرت عمارؓ نے فرمایا: تمھارے نزدیک عہد شکنی کیسی ہے؟ انھوں نے کہا: بہت بری۔آپؓ نے فرمایا: میں نے عہد کیا ہے کہ زندگی کے آخری لمحے تک سید دو عالم ﷺ سے نہ پھروں گا اور کفر اختیار نہ کروں گا۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: میں راضی ہوں اللہ کے رب ہونے پر اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے رسول ہونے، اسلام کے دین ہونے، قرآن کے ایمان ہونے، کعبہ کے قبلہ ہونے اور مومنین کے بھائی ہونے سے۔ پھر دونوں حضرات نبی کریم ﷺ کے خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ کی خبر دی۔آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے بہتر کیا اور فلاح پائی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔(۲۱) تمام تفاسیر میں اسی سبب نزول پر اتفاق ہے۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۱۱۳: اللہ عزوجل نے فرمایا:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَى عَلَىَ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ(۲۲)

"اور یہودی کہتے ہیں عیسائی کسی شے پر نہیں اور عیسائی کہتے ہیں یہود کسی شے پر نہیں حالانکہ یہ (دونوں) کتاب پڑھتے ہیں۔"

سبب نزول: علامہ واحدیؒ درج بالا آیت کے شان نزول کے متعلق لکھتے ہیں:

نزلت فی یہود اھل المدینتو نصاری اھل نجران، و ذالک ان وفد نجران لما قدموا علی رسول اللہﷺ اتاھم احبار الیھود فتناظروا حتی ارتفعت اصواتھم ، فقالت الیھود : ما انتم علی شیئ من الدین وکفروابعیسی و الانجیل ، و قالت لھم النصاری: ما انتم علی شیئ من الدین ، فکفروا بموسی والتوراۃ ، فانز اللہ تعالی ھذہ الآیۃ(۲۳)

یہ آیت مدینہ کے یہود اور نجران کے عیسائیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب نجران کے عیسائیوں کا وفد آپ ﷺ کی بارگاہ میں آیا تو یہود علماء ان کے پاس آئے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں جھگڑنے لگے یہود کہنے لگے تم کسی چیز پر نہیں ہو اور حضرت عیسیٰؑ اور انجیل کا انکار کیا۔ عیسائیوں نے یہودیوں سے کہا: تم کسی چیز پر نہیں (حق پر نہیں)، حضرت موسیٰؑ کی نبوت کا انکار کیا اور تورات کو تسلیم کرنے سے مکر گیا۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ تمام مفسرین کرام کے ہاں اس آیت کا یہی سبب نزول ہے۔

یہودیوں اور عیسائیوں دونوں پر کتابیں نازل ہوئیں اور دونوں کی کتب میں انبیاء کرامؑ کے متعلق تعلیمات درج تھیں لیکن باہمی حسد کی وجہ سے ایک دوسرے کو حق پر تسلیم نہیں کرتے تھے۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۱۱۸: سورۃ بقرۃ میں ارشاد ہوا:

وَقَالَ الَّذِينَ لاَ يَعْلَمُونَ لَوْلاَ يُكَلِّمُنَا اللّهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ(۲۴)

"اور جاہلوں نے کہا: اللہ ہم سے کیوں نہیں کلام کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آجاتی۔"

سبب نزول: یہودیوں اور مشرکین مکہ نے کہا اللہ ہمارے ساتھ بالمشافہ گفتگو کیوں نہیں کرتا تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جیسا کہ ملائکہ کے ساتھ بلاواسطہ کلام کرتا ہے یا ہمارے ہاں فرشتے کیوں نہیں بھیجتا تاکہ اس فرشتے کے واسطے سے ہمارے ساتھ کلام فرمائے کہ واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ قول جہلاء بطور تکبر کرتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ ہم بھی انبیاء کرامؑ اور ملائکہ کی طرح معظم بالشان ہیں۔(۲۵)

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بے علم لوگ ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ یا فرشتے ان سے ایسے ہی کلام کریں جیسے انبیاء کرامؑ سے کرتے ہیں انھیں جیسی بات پہلے لوگوں نے بھی کہی۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۱۳۵: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالُواْ كُونُواْ هُودًا أَوْ نَصَارَى تَهْتَدُواْ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا(۲۶)

"اور اہل کتاب نے کہا: یہودی یا نصرانی بن جاؤ ہدایت پا جاؤ گے۔ آپ فرمائے (ہرگز نہیں) بلکہ ہم تو ابراہیمؑ کا دین اختیار کرتے ہیں جو ہر باطل سے الگ تھے۔"

سبب نزول: حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ آیت مدینہ کے یہودی سرداروں اور نجران کے عیسائیوں کے جواب میں نازل ہوئی۔ یہودیوں نے مسلمانوں سے یہ کہا تھا کہ حضرت موسیٰؑ تمام انبیاء کرامؑ میں سب سے افضل ہیں اور تورات تمام کتابوں سے افضل ہے اور یہودی دین تمام ادیان سے اعلیٰ ہے۔ اس کے ساتھ انھوں نے سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ، انجیل اور قرآن کے ساتھ کفر کرکے مسلمانوں سے کہا تھا کہ یہودی بن جاؤ۔ اسی طرح نصرانیوں نے بھی اپنے دین کو حق بتا کر مسلمانوں سے نصرانی ہونے کو کہا۔ اس پر آیت

مبارکہ نازل ہوئی۔(۲۷)

اللہ نے فرمایا یہودیوں اور عیسائی چاہتے ہیں کہ لوگ ان کے دین سے منسلک ہو جائیں اور طرح طرح کی تاویلیں کرتے ہیں لیکن مسلمان دین ابراہیمی پر قائم رہتے ہیں اور دین ابراہیمی دین محمدی ﷺ ہی ہے اور یہی سید ھا دین ہے۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۱۳۹: اللہ رب العزت نے فرمایا:

قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ(۲۸)

"آپ فرمایئے کیا تم اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو حالانکہ وہ ہمارا بھی رب ہے اور تمھارا بھی رب ہے۔"

سبب نزول: یہود نے مسلمانوں سے کہا کہ ہم پہلی کتاب والے ہیں، ہمارا قبلہ پرانا ہے، ہمارا دین قدیم ہے۔انبیاء کرامؑ ہم سے ہوئے اگر سید عالم ﷺ نبی ہوتے تو ہم میں سے ہوتے۔اس پر آیت نازل ہوئی۔(۲۹) اللہ عزوجل نے فرمایا اختیار سب اللہ کا ہے جس کو چاہے نبی بنائے۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۱۴۰: اللہ عزوجل نے فرمایا:

أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَقَ وَيَعْقُوبَ وَالأَسْبَاطَ كَانُواْ هُودًا أَوْ نَصَارَى قُلْ أَأَنتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللهُ(۳۰)

"کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیمؑ، اور اسماعیلؑ، اور یعقوبؑ اور انکی اولاد یہودی یا نصرانی تھے۔آپ فرمایئے کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟"

سبب نزول: یہودی اور عیسائی جھوٹ بولتے تھے کہ حضرات انبیا کرامؑ ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور ان کے بیٹے یہودی یا نصرانی تھے۔اللہ ان کے اس جھوٹ پر پکڑ فرمارہا ہے اور ارشاد فرما تا ہے کہ اے حبیب ﷺ آپ ان سے پوچھئے انھیں زیادہ علم ہے یا اللہ کے پاس زیادہ علم ہے۔اس پر آیت مبارک نازل ہوئی۔(۳۱)

یہودی اور عیسائی اپنے دین کو قدیم بتانے کے لیے جھوٹ گھڑتے رہتے اور کہتے کہ انبیاء کرام علیہ السلام یہودی مذہب یا عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں اللہ ان کے جھوٹ کو واضح فرمارہا ہے۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۱۴۲: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلاَّهُمْ عَن قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُواْ عَلَيْهَا(۳۲)

"اب بیوقوف لوگ کہیں گے ان مسلمانوں کو ان کے اس قبلے سے کس نے پھیر دیا جس پر یہ تھے۔"

سبب نزول: اس آیت کے شان نزول کے متعلق مفسرین کرامؒ کے مختلف اقوال ہیں:

i. اکثریت علماء کرام نے کہا ہے کہ یہ آیت مذکورہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ مسلمانوں نے جب بیت المقدس کو چھوڑ کر کعبۃ اللہ کو قبلہ بنایا تو یہودیوں نے مسلمانوں کو لعن طعن کرنا شروع کر دیا کیونکہ وہ لوگ نسخ کو مانتے ہی نہ تھے۔

ii. بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت مشرکین مکہ کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ ان لوگوں نے آپس میں کہا کہ (سیدنا) محمد ﷺ کو اپنے امر یعنی دین کے معاملے میں شک ہو گیا ہے اور اپنی جائے پیدائش (مکہ) کا اشتیاق ہو گیا ہے اور اس کی طرف انہوں نے اپنا رخ کر لیا ہے۔ لہٰذا ممکن ہے کہ وہ تمھارے دین کی طرف واپس آجائیں۔

iii. بعض نے کیا منافقین کے متعلق نازل ہوئی۔ کیونکہ یہی بات انہوں نے مذاق اڑانے کی غرض سے کہی تھی۔

iv. بعض علماء نے کہا کہ ہو سکتا ہے آیت مبارک میں "السفہاء" (بیوقوف) کا لفظ عام ہو۔ لہٰذا اس میں تمام کفار و مشرکین اور یہودی داخل ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ قبلہ کی تبدیلی پر سب نے طعن کیا ہو۔ (۳۳)

اللہ تعالیٰ نے مشرکین، کفار، یہودی اور منافقین کا بغض واضح فرمایا اور بتادیا کہ یہ طرح طرح سے اسلام پر اعتراض اٹھائیں گے لیکن ان کو کبھی اس ناکام ارادے میں کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۱۷۸: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالأُنثَى بِالأُنثَى(۳۴)

"اے ایمان والو! فرض کیا گیا تم پر قصاص قتل کے متعلق، آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔"

سبب نزول: اس کے شان نزول کے متعلق نقل کیا جاتا ہے کہ دین موسوی میں قتل کا بدلہ قتل ہی تھا۔ مال یا معافی کا حق نہ تھا۔ دین عیسوی میں دونوں میں معافی لازم تھی۔ قصاص کا اختیار نہ تھا۔ کفار عرب کبھی تو خون کے عوض قتل کرتے تھے اور کبھی مال لیتے تھے۔ لیکن دونوں میں زیادتی کرتے تھے کہ خاندانی آدمی کے خون کے عوض چاند لوگ قتل کیے جاتے یا بہت سا مال لیا جاتا اور غریب آدمی کے خون کا بدلہ نہایت معمولی ہوتا۔ ان تمام باتوں کو مٹانے کے لیے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (۳۵)

علامہ خازنؒ اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

نزلت فی حیین من احیا ء العرب اقتتلوا فی الجاہلیۃ بسبب قتیل، فکانت بینھم قتلی و حروب و جراحات کثیرۃ، و لم یاخذ بعضھم من بعض حتی جاء الاسلام - و قیل نزلت فی الاوس والخزرج ، و اقسموا لنقتلن بالعبد منا الحر منھم و بالمراۃ منا الرجل منھم و با لرجل منا الرجلین ، و جعلوا جراحاتھم ضعفی جراحات اولئک فرفعوا امرھم الی النبی ﷺ فانزل اللہ ھذہ الآیۃ(۳۶)

بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت عرب کے ان دو قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی جو ایک مقتول کی وجہ سے زمانہ جاہلیت میں باہم لڑ پڑے اور اس لڑائی میں بہت سارے افراد مارے گئے، کئی معرکے ہوئے اور کئی افراد زخمی ہوئے ابھی دونوں قبیلوں نے ایک دوسرے سے کچھ لیا بھی نہ تھا کہ آیت نازل ہو گئی۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت اوس و خزرج کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان دونوں قبیلوں نے قسم کھائی کہ ہم اپنے گناہ کے بدلے فریق مخالف کے آزاد شخص کو قتل کریں گے اور اپنی عورت کے بدلے میں ان کے مرد کو قتل کریں گے۔ اور اپنے مرد کے بدلے میں ان کے دو مرد قتل کریں گے۔ انہوں نے یہ بھی طے کیا فریق مخالف کے زخم کے بدلے دوگنا دیں گے پھر اس معاملے کو نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو درج بالا آیت نازل ہوئی۔ جمہور مفسرین کرامؒ کا اتفاق پہلے قول پر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے قصاص کا حکم نازل فرمایا۔ یہ حکم اسلام دشمن عناصر کو سخت ناگوار گزرتا ہے۔ ان کے نزدیک یہ سخت ہے لیکن اللہ فرماتا ہے کہ اس حکم میں تمھارے لیے زندگی ہے اگر تم ان سزاؤں کا نفاذ کرو گے تو مجرم اس جرم کا ارتکاب کرنے سے پہلے سو دفعہ سوچے گا اور اس جرم سے پرہیز کرے گا جس سے زندگی کی بقا ہو گی۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۲۰۷: ارشاد خداوندی ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاء مَرْضَاتِ اللهِ(۳۷)

"اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو بیچ ڈالتا ہے اپنی جان کو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے۔"

سبب نزول: حضرت صہیبؓ ہجرت کے ارادے سے مکہ سے نکلے تو کفار نے آ گھیرا۔ آپ نے انھیں فرمایا میرا سارا سامان لے لو اور مجھے مدینے جانے سے نہ روکو۔ کافر اس پر رضا مند ہو گئے اور یہ مرد حق پرست جب اپنی زندگی کا سارا اندوختہ لٹا کر محبوب رب العالمین ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو جبرائیل امینؑ یہ آیت لے کر پہنچے۔ (۳۸)

ایسے مردان خدا جو اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹانے کو تیار رہے اور جب ضرورت پڑی تو سب کچھ قربان کر دیا۔ اللہ نے قرآن حکیم میں ایسے اہل حق کا ذکر فرمایا تاکہ باقی لوگ اس سے سبق حاصل کریں۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۲۰۸: ارشاد خداوندی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ ادْخُلُواْ فِي السِّلْمِ كَآفَّةً(۳۹)

"اے ایمان والو! داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے کے پورے۔"

سبب نزول: حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور ان کے بعض ساتھی اسلام لانے کے بعد بھی شریعت موسوی کے بعض احکام پر قائم رہے۔ سینیچر کی تعظیم کرتے، اس دن شکار سے بچتے تھے۔ اونٹ کے گوشت اور دودھ سے پرہیز کرتے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ چیزیں اسلام میں ضروری نہیں محض جائز ہیں اور تورات میں سخت منع ہیں تو ان کو چھوڑ دینے میں اسلام کی مخالفت نہیں ہے اور دین موسوی پر بھی عمل ہو جاتا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۴۰)

سورہ بقرۃ کی آیات جن کا سبب "سوالات" ہیں:

قرآن حکیم کی متعدد آیات کسی شخص یا صحابیؓ کے سوال کے جواب میں نازل ہوئیں۔ اسلام کا اولین دور تھا اور صحابہ کو اگر کوئی دشواری پیش آتی تو نبی کریم ﷺ سے دریافت فرماتے تو اللہ عزوجل اس کے متعلق آیت نازل فرما کر ان کی کشمکش کو دور فرما دیتا۔ ذیل میں سورۃ بقرۃ کی ان آیات کریمہ کا ذکر ہے جو کسی سوال کے تحت نازل ہوئیں۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۹۷: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللهِ(۴۱)

"فرمائیے جو کوئی دشمن ہو جبرائیلؑ کا پس بے شک انھوں نے نازل فرمایا قرآن آپ (ﷺ) کے قلب پر اللہ کے حکم سے۔"

سبب نزول: یہودیوں کے ایک گروہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا آپ کے پاس آسمان سے کون سا فرشتہ آتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے پاس حضرت جبرائیل آتے ہیں۔ ابن صوریا (یہودی پیشوا) نے کہا وہ ہمارے دشمن ہیں۔ عذاب، شدت اور زمین میں دھنسانا وہی اتارتا ہے اور پہلے بھی کئی مرتبہ ہم سے دشمنی کر چکا ہے۔ اگر آپ ﷺ کے پاس حضرت میکائیلؑ آتے تو ہم آپ پر ایمان لے آتے۔ اس پر یہ آیت مبارک نازل ہوئی۔ (۴۲) تمام تفاسیر میں یہی سبب نزول ذکر کیا گیا ہے۔

یہ یہودیوں کی سراسر جہالت ہے کہ وہ حضرت جبرائیلؑ کو عذاب نازل کرنے کا سبب سمجھتے کیونکہ حضرت جبرائیلؑ نے جو کچھ بھی نازل کیا اللہ کے حکم سے کیا اس میں آپؑ کا کوئی اختیار نہیں۔ اللہ نے فرمایا اگر کوئی اللہ کے پیاروں کا دشمن ہو گا تو وہ اللہ سے دشمنی کا مرتکب ہو گا۔ نبی کریم ﷺ کی حدیث نے اس بات کی تصدیق کی کہ اللہ اپنے پیاروں سے بغض رکھنے والوں دوست نہیں رکھتا۔ حضرت ابو ہریرہؓ

سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من عادی لي وليا فقد آذنته بالحرب (۴۳)

"جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے، اس سے میں نے لڑائی کا اعلان دے دیا۔"

اللہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے اور اپنے اولیاء سے محبت کرنے والوں کو بھی محبوب رکھتا ہے اور جو ان اولیاء سے بغض رکھتا ہے اللہ ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۱۱۵: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّواْ فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ(۴۴)

"اور اللہ ہی کے لیے ہے مشرق بھی اور مغرب بھی تو جدھر بھی تم منہ کرو ادھر ہی اللہ کی رحمت پاؤ گے۔"

سبب نزول: اس آیت کے متعلق مختلف شان نزول ہیں:

عن ابن عمرؓ ، قال: کان النبی ﷺ "یصلی علی راحلتہ تطوعا اینما توجهت بہ ، وهو جاء من مکۃ الی المدینۃ ، ثم قرا ابن عمر هذه الآیۃ (۴۵)

1. "حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مکہ سے مدینہ آتے ہوئے نفل نماز اپنی اونٹنی پر بیٹھے بیٹھے پڑھ رہے تھے۔ اونٹنی جدھر بھی چاہتی منہ پھیرتی۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں یہ آیت اسی تعلق سے نازل ہوئی۔"

i. حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں یہ اس مسافر کے حق میں نازل ہوئی جو سواری پر نفل ادا کرے، اس کی سواری جس طرف متوجہ ہو جائے (اس طرف اس کی نماز درست ہے)

ii. جب خانہ کعبہ کو قبلہ بنایا گیا تو یہودیوں نے مسلمانوں پر اعتراضات کیے۔ ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

iii. جب آیت دعا **ادعونی استجب لکم** نازل ہوئی تو حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کس کی طرف منہ کر کے دعا کی جائے؟ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (۴۶)

مختلف مفسرین کرامؒ نے مختلف اسباب نزول ذکر کیے۔ مفسرین کرامؒ کے نزدیک پہلا قول زیادہ راجح ہے۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۱۵۸: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا(۴۷)

2. "بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو کوئی اس کے گھر کا حج کرے یا عمرہ کرے پس اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے۔"

سبب نزول: اسلام کے سورج کے طلوع ہونے سے قبل بھی کافر حج میں کعبہ کا طواف کیا کرتے اور دو پہاڑیوں صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگایا کرتے تھے لیکن انہوں نے ان پہاڑیوں پر دو بت اساف اور نائلہ نصب کر رکھے تھے۔ وہ لوگ صفا پر پہنچ کر بت کو چومتے اور چاٹتے پھر مروہ کی طرف چکر شروع کر دیتے تھے وہاں پہنچ کر پھر طواف کے اندر ہی بت کو چومتے اور چاٹتے تھے۔ جب مکہ شریف فتح ہو گیا تو سارے بت توڑ دیے گئے۔ نبی کریم ﷺ نے حج اور عمرہ کا حکم فرمایا اور صفا اور مروہ کی سعی کا حکم دیا۔ صحابہ کرامؓ کے دل میں سوال پیدا ہوا یہاں صفا اور مروہ پر بت تھے، ان کا چکر لگا کر کہیں ہم شرک تو نہیں کر رہے؟ آیت نازل ہو گئی کہ ان بتوں کو نہ دیکھو، یہ صفا اور مروہ

اللہ کی نشانیاں ہیں تو بندہ بیت اللہ شریف کا حج یا عمرہ ادا کرے تو اس شبہ میں نہ پڑے کہ گناہ ہو گا۔ اس پر کوئی گناہ نہیں جو صفا مروہ کی سعی کرے۔ (۴۸) تمام مفسرین کرامؒ کا اس شان نزول پر اتفاق ہے۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۱۸۶: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ(۴۹)

"اور جب پوچھے آپ سے میرے بندے میرے متعلق تو (بتایئے) کہ میں قریب ہوں۔"

سبب نزول: اس آیت کے متعلق مختلف روایات ہیں:

i. صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت نے جذبہ عشق الٰہی میں حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ ہمارا رب کہاں ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ii. بعض کے نزدیک ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہمارا رب قریب ہے؟ تاکہ اس سے مناجات کریں یا دور ہے تاکہ اسے پکاریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

iii. بعض روایات میں یہ آیت ایک غزوہ کے متعلق نازل ہوئی۔ صحابہ کرامؓ نعرہ لگاتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے تم تو سمیع اور قریب کو پکارتے ہو۔ اس کی تصدیق پر آیت نازل ہوئی۔ یہ واقعہ غزوہ خیبر کو جاتے ہوئے پیش آیا۔

iv. حضرت عطاؒ نے فرمایا کہ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ ہم اپنے رب سے کس وقت دعا کریں۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ (۵۰)

مختلف تفاسیر میں اس آیت مبارک کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ پہلا قول مفسرین کرام کے نزدیک راجح ہے۔ اللہ عزوجل اپنے بندوں سے قریب تر ہے اور فرماتا ہے کہ میرے بندے جب مجھے پکارتے ہیں تو میں ان کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔ اللہ اپنے بندوں کے قریب ہے اور ان سے محبت کرتا ہے۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۱۸۹: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ(۵۱)

"آپ سے نئے چاند کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرمایئے وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں کے لیے اور حج کے لیے۔"

سبب نزول: یہ آیت حضرت معاذ بن جبلؓ اور ایک دوسرے صحابیؓ کے متعلق نازل ہوئی۔ ان دونوں نے نبی کریم ﷺ سے چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کے متعلق سوال کیا، اس کے جواب میں چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کے سبب کی بجائے اس کے فوائد بیان فرمائے اور بتایا کہ یہ وقت کی علامتیں ہیں۔ (۵۲) تمام حضرات کے نزدیک اس آیت کا یہی سبب ہے۔

اللہ عزوجل نے قرآن حکیم میں کائنات کے طرح طرح کے مناظر کا ذکر فرمایا تاکہ انسان اللہ عزوجل کی ذات، اس کی مخلوقات اور اس کائنات میں غور و فکر کرے اور سیدھی راہ تلاش کر کے اس پر قائم رہے۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۲۱۵: ارشاد ہوا:

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلْ مَا أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ(۵۳)

"پوچھتے ہیں آپ سے کیا خرچ کریں آپ فرمایئے جو تمھارے مال سے (زیادہ ہو) نیکی میں خرچ کرو۔"

سببِ نزول: علامہ خازنؒ اپنی تفسیر میں اس آیت کے شانِ نزول کے متعلق لکھتے ہیں:

نزلت فی عمرو بن الجموح ، وکان شیخا کبیرا ذا مال ، فقال یا رسول اللہ ﷺ بماذا نتصدق و علی من ننفق؟ فازل اللہ تعالیٰ۔(۵۴)

یہ آیت حضرت عمرو بن الجموحؓ کے متعلق نازل ہوئی۔ یہ بہت بوڑھے اور مالدار آدمی تھے۔ انھوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ہم کس چیز کا صدقہ دیں اور کس شخص پر خرچ کریں؟ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ تمام مفسرین کرامؒ اس شان نزول پر متفق ہیں۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۲۱۷: حکم ربانی ہے:

یَسْأَلُونَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیهِ قُلْ قِتَالٌ فِیهِ کَبِیرٌ وَصَدٌّ عَن سَبِیلِ اللّٰهِ وَکُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ(۵۵)

"آپ سے ماہ حرام میں جنگ کرنے کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ فرمایئے اس مہینے میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس پر ایمان نہ لانا اور مسجد حرام سے روکنا (گناہ ہے)۔"

سببِ نزول: نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی سرکردگی میں مجاہدین کی ایک جماعت روانہ فرمائی تھی جس نے مشرکین سے جہاد کیا۔ ان کا خیال تھا کہ لڑائی کا دن جمادی الاخریٰ کا آخری دن ہے مگر حقیقت میں چاند ۲۹ تاریخ کو ہو گیا اور رجب کی پہلی تاریخ شروع ہو گئی۔ اس پر کفار نے مسلمانوں کو شرم دلائی کہ تم نے ماہ حرام میں جنگ کی۔ حضور اقدس ﷺ سے اس کے متعلق سوال ہونے لگے تو اس پر آیت مبارک نازل ہوئی۔(۵۶) تمام تفاسیر میں یہی شان نزول درج ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بارہ مہینوں میں سے چار مہینے حرمت والے مقرر کئے جن میں جنگ کرنے کی ممانعت فرمائی۔ دور جاہلیت میں بھی اس پر عمل کیا جاتا اور کفار بھی اس پر عمل کرتے۔ ان مہینوں میں لڑنے کو برا سمجھا جاتا۔ لیکن اللہ نے فرمایا اس سے زیادہ گناہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے کا ہے۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۲۲۲: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَیَسْأَلُونَکَ عَنِ الْمَحِیضِ(۵۷)

"اور آپ سے حیض کے متعلق پوچھتے ہیں۔"

سببِ نزول: عرب کے لوگ یہودیوں اور مجوسیوں کی طرح حیض والی عورتوں سے بہت نفرت کرتے تھے، ان کے ساتھ کھانا پینا، ایک مکان میں رہنا انھیں گوارا نہ تھا بلکہ یہ شدت یہاں تک پہنچ گئی کہ ان کی طرف دیکھنا اور ان سے کلام کرنا بھی حرام سمجھتے تھے۔ جبکہ عیسائیوں کا طرز عمل اس کے بالکل برعکس تھا یعنی وہ ان دنوں میں عورتوں سے ملاپ میں بہت زیادہ مبالغہ کرتے تھے۔ مسلمانوں نے نبی کریم ﷺ سے حیض کا حکم دریافت کیا تو اس پر آیت مبارک نازل ہوئی۔(۵۸) تمام مفسرین کرامؒ یہی سبب نزول کا یہی قول بیان کرتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ کو کوئی بھی مشکل پیش آتی یا کسی نئی الجھن کے متعلق معلومات چاہئے ہوتی تو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سوال پوچھتے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ آیات کا نزول فرماتا جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی الجھن دور ہو جاتی۔ چونکہ قرآن حکیم کا نزول ابھی جاری تھا اور احکام شریعہ بتدریج نازل ہو رہے تھے اس لیے قرآن حکیم اس کا بہترین ذریعہ تھا جس سے صحابہ کرامؓ نے راہنمائی حاصل کی اور قیامت تک آنے والی تمام بنی نوع انسان کے لیے بھی اس قرآن میں رشد و ہدایت ہے۔ اگر قرآن کی صحیح روح کو

جان کر پڑھا جائے تو یہ قرآن اندھوں کو تاریکی میں راستہ دکھاتا ہے اور روشنی کی راہوں کی طرف گامزن کر کے انسان کی دنیا اور آخرت سنوار دیتا ہے۔

نتائج و سفارشات:

اس تحقیق سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

۱۔ قرآن حکیم کا نزول تدریجاً ہوتا کہ اس کی تعلیمات و احکامات پر آسانی سے عمل کیا جا سکے۔ اس حکامات و تعلیمات کو سمجھنے کے لیے اسباب نزول کی طرف رجوع ضروری ہے۔

۲۔ قرآن حکیم کا صحیح مفہوم، عقائد کی درستگی اور احکامات کی صحیح بجا آوری اور ان کے فہم و ادراک اسباب نزول کے ذریعے ہی حاصل ہوتا ہے۔ آیات کے اسباب نزول کو جان کر مسلمان قرآن کریم کی ہدایات کو زیادہ گہرائی اور فہم کے ساتھ اپنا سکتا ہے۔

۳۔ آیات کے تاریخی پس منظر اور اسبابِ نزول کو سمجھ کر مسلمان عصری مسائل کے لیے قرآنی ہدایات کی روشنی میں بہتر طور پر راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔

۴۔ اسباب نزول کے مصادر میں قرآنی آیات، احادیث نبویہ ﷺ، اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اقوال تابعین شامل ہیں۔

۵۔ کثیر روایات کی صورت میں مفسرین کے ہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کو راجح قرار دیا جاتا ہے۔

۶۔ اختلاف رائے کی صورت میں مفسرین کرام کے ہاں تابعین کی روایات میں حضرت عطاء بن ابی رباحؒ کی روایت کو راجح قرار دیا جاتا ہے۔

۷۔ فنِ علوم القرآن میں علم اسباب نزول نہایت اہمیت کا حامل ہے اور قرآن فہمی میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ راغب اصفہانیؒ، مفردات الفاظ القرآن، دار القلم، دمشق، ۲۰۰۹ء، ص ۳۹۱

۲۔ ابن منظور، محمد بن مکرمؒ، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۲۰۱۰ء، ج ۱، ص ۴۵۸

۳۔ محمد بن عبد الرزاقؒ، تاج العروس من جواھر القاموس، طبع الکویت، ۲۰۰۸ء، ج ۳۰، ص ۴۷۸

۴۔ محمد عبد العظیم زرقانیؒ، مناھل العرفان فی علوم القرآن، مطبعہ عیسی البابی، س ن، ص ۱۰۶

۵۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ، الاتقان فی علوم القرآن، مکتبہ دعوۃ والارشاد، سعودیہ عربیہ، س ن، ج ۱، ص ۸۲

۶۔ محمد تقی عثمانیؒ، علوم القرآن، مکتبہ دار العلوم، کراچی، ۲۰۱۶ء، ص ۷۸-۸۳

۷۔ محمد علی الصابونیؒ، التبیان فی علوم القرآن، مکتبۃ البشریٰ، کراچی، ۲۰۱۰ء، ص ۳۳

۸۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ، الاتقان فی علوم القرآن، ص ۸۹

۹۔ امام ترمذیؒ، محمد بن عیسیٰؒ، جامع ترمذی، کتاب فضائل القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی فضل سورۃ البقرۃ وآیۃ الکرسی، رقم الحدیث: ۲۸۷۸

۱۰۔ سورۃ البقرۃ (۲): ۸۵

۱۱۔ محمد قاسم قادریؒ، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، مکتبہ المدینہ، کراچی، ۲۰۱۳ء، ج ۱، ص ۱۵۶

۱۲۔ سورۃ البقرۃ (۲): ۹۹

۱۳۔ واحدی، علی بن احمدؒ، اسباب النزول، دار الاصلاح، الدمام، س ن، ج ۱، ص ۳۱

۱۴۔ سورۃالبقرۃ(۲) : ۱۰۲

۱۵۔ سید محمد احمد قادریؒ، تفسیر الحسنات، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، س ن، ج ا، ص ۲۱۰

۱۶۔ سورۃالبقرۃ(۲) : ۱۰۴

۱۷۔ واحدی، علی بن احمدؒ، اسباب النزول، ج ا، ص ۳۳، ۳۴

۱۸۔ سورۃالبقرۃ(۲) : ۱۰۸

۱۹۔ محمد قاسم قادریؒ، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ج ا، ص ۱۸۵

۲۰۔ سورۃالبقرۃ(۲) : ۱۰۹

۲۱۔امام احمد رضا خانؒ، کنزالایمان فی ترجمۃالقرآن مع خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، (تفسیر: سید محمد نعیم الدینؒ)، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، س ن، ص ۳۰،۳۱

۲۲۔ سورۃالبقرۃ(۲) : ۱۱۳

۲۳۔ واحدی، علی بن احمدؒ، اسباب النزول، ج ا، ص ۳۶

۲۴۔ سورۃالبقرۃ(۲) : ۱۱۸

۲۵۔ محمد قاسم قادریؒ، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ج ا، ص ۲۲۳

۲۶۔ سورۃالبقرۃ(۲) : ۱۳۵

۲۷۔ محمد قاسم قادریؒ، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ج ا، ص ۲۱۵

۲۸۔ سورۃالبقرۃ(۲) : ۱۳۹

۲۹۔علامہ سید محمد احمد قادریؒ، تفسیر الحسنات، ج ا، ص ۲۴۸

۳۰۔ سورۃالبقرۃ(۲) : ۱۴۰

۳۱۔ محمد سعید احمد اسعدؒ، تفسیر نورالامین، سنی اتحاد، فیصل آباد، ۲۰۲۲ء، ج ا، ص ۸۳۲

۳۲۔ سورۃالبقرۃ(۲) : ۱۴۲

۳۳۔ محمد قاسم قادریؒ، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ج ا، ص ۲۵۰

۳۴۔ سورۃالبقرۃ(۲) : ۱۷۸

۳۵۔احمد یار خان نعیمیؒ، تفسیر نعیمی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، س ن، ج ۲، ص ۱۹۰

۳۶۔علامہ علاؤالدین علی بن محمدؒ، تفسیر الخازن، دار الکتب العلمیہ، لبنان، ۱۹۹۵ء، ج ا، ص ۱۹۳، ۱۹۲

۳۷۔ سورۃالبقرۃ(۲) : ۲۰۷

۳۸۔ پیر کرم شاہ الازہریؒ، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۸ء، ج ا، ص ۱۴۱

۳۹۔ سورۃالبقرۃ(۲) : ۲۰۸

۴۰۔احمد یار خان نعیمیؒ، تفسیر نعیمی، ج ۲، ص ۳۶۷

۴۱۔ سورۃالبقرۃ(۲) : ۹۷

۴۲۔ محمد قاسم قادریؒ، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ج ا، ص ۱۷۲

۴۳۔امام بخاری، محمد بن اسماعیلؒ، صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، رقم الحدیث: ۶۵۰۲

۴۴۔ سورۃالبقرۃ(۲) : ۱۱۵

۴۵۔امام ترمذیؒ، محمد بن عیسیٰؒ، جامع ترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب ومن سورۃالبقرۃ، رقم الحدیث: ۲۹۵۸

۴۶۔ محمد قاسم قادریؒ، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ج ا، ص ۱۹۵

۴۷۔ سورۃالبقرۃ(۲) : ۱۵۸

۴۸۔ محمد سعید احمد اسعدؒ، تفسیر نورالامین، ج ۲، ص ۱۶۰، ۱۵۹

۴۹۔ سورۃالبقرۃ(۲) : ۱۸۶

۵۰۔احمد یار خان نعیمیؒ، تفسیر نعیمی، ج ۲، ص ۲۴۱

۵۱۔ سورۃ البقرۃ (۲) : ۱۸۹

۵۲۔ محمد قاسم قادریؒ، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ج ا، ص ۳۰۳

۵۳۔ سورۃ البقرۃ (۲) : ۲۱۵

۵۴۔ علامہ علاؤالدین علی بن محمدؒ، تفسیر الخازن، ج ا، ص ۲۶۴

۵۵۔ سورۃ البقرۃ (۲) : ۲۱۷

۵۶۔ پیر کرم شاہ الازہریؒ، ضیاء القرآن، ج ا، ص ۱۴۸، ۱۴۷

۵۷۔ سورۃ البقرۃ (۲) : ۲۲۲

۵۸۔ محمد قاسم قادریؒ، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ج ا، ص ۳۴۲